رجسٹرڈ ڈائیں نمبر ۹۶۶

نمبر ۳۷ جلد ۳

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہو گا ایک دن محبوب میرا

کروں گا دور اس منہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعہ کو قادیان دارالامان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر مرتضیٰ قاسم علی

جلد ۳ | یوم | نمبر ۳۷ | سنہ ۱۹۱۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔ جماعت کے انتظام کے لئے جو تجاویز زیر غور ہیں۔

انشاء اللہ جلد بروئے کار آنیوالی ہے۔

(۲) چند علماء سلسلہ بعض مسائل کی تحقیق مزید میں مصروف ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ یہ سب ایک کتابی صورت میں شائع ہو جائے۔ (۳) حضرت میر ناصر نواب صاحب نے جو شفاخانہ چندہ عام سے بنوایا ہے اسمیں اب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کام کرتے ہیں۔

(۴) ماسٹر محمد الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر شملہ تشریف لے گئے تھے۔ مگر بیمار ہو جانے کی وجہ سے واپس آگئے

(۵) جناب نواب صاحب قبلہ نے ایک شخص اسلئے ملازم رکھا کہ وہ جماعت احمدیہ کے غرباء بیماروں کی خبر گیری کرتا رہے بہت نیک کام ہے۔ خدا اجر دے۔ (۶) سنجار کا زور یک دم تیز ہو گیا۔ مدرسہ احمدیہ .. .. .. کے بورڈنگ میں بیس پچیس کے قریب لڑکے بیمار ہو گئے۔ اب خدا کے فضل سے اکثر اچھے ہیں۔ (۷) ۱۵ ستمبر بعد نماز مغرب حافظ روشن علی صاحب نے اعلان کیا کہ صبح سوم وار یوم الجمعہ ہے (منگل عید) باہر سے ہفتہ کا چاند ہونے کی شہادت حضرت خلیفۃ المسیح کو پہونچی۔ جسکی بنا پر یہ فیصلہ فرمایا۔ (۸) منگل ۸½ بجے عید اضحیٰ حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھائی۔ خطبہ نہایت مؤثر قربانی پر تھا۔ عیدگاہ میں

ناظرین فاروق کو عید مبارک ہو

(ایڈیٹر)

شوقِ دید

۷۸۶

یا خدا محمودؐ کا دربار دکھلا دے مجھے
باغِ احمدؐ کے گل و گلزار دکھلا دے مجھے

غائبانہ ہوں اسیر اوس طرۂ پرپیچ کا
حلقہ گیسوئے عنبر بار دکھلا دے مجھے

ہیں تری پیاری نگاہیں دلربا اک تیغ تیز
چشم نرگس ابروئے خمدار دکھلا دے مجھے

سوزِ دل سوزِ جگر اور سوزِ فرقت کیا کہوں
بھول جاؤں سب اگر دیدار دکھلا دے مجھے

آرزو ہے تیرے ہاتھوں سے پیوں اتنی شراب
مست کر کے عالم اسرار دکھلا دے مجھے

شوق ہے ہر دم میرے دل میں تری تصویر کا

فاروق قادیان سے قادیان دارالامان

ہمسایہ ذخیرہ کا انتظام مسعود احمد علی شاہ کر رہے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد تر وہ رُوئے پُر انوار دکھلائے مجھے
اِس جگہ تڑپا کروں میں کب تلک اے ذوالمنن
قادیان کے کوچہ و بازار دکھلا دے مجھے

حسن پنہاں ہے ترا ظل محمدؐ اے کریم
وہ بروز احمدؐ مختار دکھلا دے مجھے

قوم مجھ کو کافر و بیدین کہتی ہے مگر
غم نہیں اس درد کے اثمار دکھلا دے مجھے

مردمان شہر احمدؐ کی ہے دل میں اک لگن
جو مہاجر یا کہ ہیں انصار دکھلا دے مجھے

ہوں غلامان غلام احمدؑ کا میں ادنیٰ غلام
میرے آقا احمدی سرکار دکھلا دے مجھے

طالب شاگرد ہی اکمل ہوں فن شعر میں
وہ سخن زار و نے گوہر یار دکھلا دے مجھے

عاجز محمد یٰسین طالب احمدی، محمد پوری ضلع سہارنپور

ہمارا قادیان

(از جناب قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری)

یارب رہے سلامت یہ قادیاں ہمارا
یہ قادیاں ہمارا دارالاماں ہمارا

اُترا اسی زمیں پر ہو کر مثیل عیسیٰ
وہ آنے والا احمدؐ آخر زماں ہمارا

اے مُردگان اُمت تم کو جلانے آیا
اس تازہ زندگی کا روح و رواں ہمارا

اے سونیو الو جاگو تم سو چکے ہو کافی
دن چڑھ گیا ہے نکلا نورِ جہاں ہمارا

وہ تیرہ سو کی ظلمت کافور ہو گئی ہے
جب چاند چودھویں کا نکلا یہاں ہمارا

جو آگ ہے برستی چاروں طرف زمیں پر
اسکو بجھانے آیا آبِ رواں ہمارا

صدیوں سے اس چمن پر چھائی ہوئی خزاں تھی
پر اب بہار لایا یہ باغبان ہمارا

گلہائے بلوغ عالم سب بھول جاؤ گے تم
اک بار دیکھ لو گر یہ گلستاں ہمارا

پھر دیکھنا ذرا تم حالت دماغ و دل کی
کر دے اگر معطر یہ بوستاں ہمارا

خوانِ نبی پڑا تھا اب مائدہ سماوی
اس پر کھلانے آیا یہ میزباں ہمارا

لنگر میں آ کے کھائے اب پیٹ بھر کے کھانا
تھا مدتوں سے بھوکا جو میہماں ہمارا

کیا غم ہے جبکہ اپنا احمدؐ نبی ہے رہبر
اور "آخرین منہم" ہے کارداں ہمارا

اللہ ہمارا رب ہے، اور مقتدا محمدؐ
اب کان دھر کے سُن لو کفر نہاں ہمارا

اسلام اپنا دین ہے فرقان ہی شریعت
جو دل میں ہے وہی ہے لب پر بیاں ہمارا

اللہ۔ محمدؐ۔ احمدؐ۔ تینوں کو پیش کرنا
ہم احمدی ہیں یہ ہے قومی نشاں ہمارا

دونوں جدا نہیں ہیں احمدؐ ہو یا محمدؐ
یہ معرفت ہے اپنی یہ ہے گیاں ہمارا

عیسےٰ ہو آسمان پر اور خاک میں محمدؐ
یہ سن کے رہ سکے کب تاب دتواں ہمارا

اپنا ہے یہ عقیدہ عیسےٰ مرے یقیناً
اس بات کو نہ سمجھو ہرگز گماں ہمارا

اہل زمین سے کہدو اب کاوشیں ہیں کیسی
جب ہو چکا ہے مسکن اب آسمان ہمارا

جب ناخدا ہے اپنی کشتی کا نوح ثانی
کیا فکر ہے ہو لپٹا گر بادبان ہمارا

جب حق نے دیدیا ہے قرآن
کیا اس سے بڑھ کے ہوگا تیغ و سناں ہمارا

کس ڈھب سے ہم سنائیں تبلیغ احمدیت
تا احمدی بنو تم یہ ہے دھیاں ہمارا

مشرق سے تا بہ مغرب تبلیغ ہم کرینگے
ہوگا۔ سنو مخاطب خورد و کلاں ہمارا

جو آج نام سنکر دشنام دے رہا ہے
ہونا ہے اس نے اکدن پھر مدح خواں ہمارا

دشمن کی دھمکیوں کا ہم کو خیال کب ہے
جب خالق زمانہ ہے پاسبان ہمارا

گو آج ہم کو کافر ہے دشمنی سے کہتا
لیکن کبھی تو ہوگا ہندوستاں ہمارا

بوڑھے ہوئے ہمارے پیر جوان ہمت
جب ہو چکا خلیفہ اک نوجوان ہمارا

چھوٹے بڑے ہوئے اب جو تھے بڑے وہ چھوٹے
جب لے لیا خدا نے اک امتحان ہمارا

میداں کو چھوڑ بھاگا روبہ صفت مخالف
جب کامیاب پایا شیر ژیاں ہمارا

جسکو تلاش حق ہو یوسف کے پاس آئے
دار الکتب پشاور میں ہے مکاں ہمارا

(بقیہ از صفحہ ۲)

(۹) شیخ رحمت اللہ صاحب اور سیر پشاور کا نکاح پانسو روپے مہر پر شیخ فتح محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر کی بڑی لڑکی سے حضرۃ نے پڑھا۔ (۱۰) بھرتی کے لئے ایک جلسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ہوا۔ اور انڈین ڈیفنس فورس میں جانے کے لئے پر زور تقریریں کیں (۱۱) شیخ فضل کریم صاحب مہتمم خزانہ عامرہ حیدر آباد دکن سے اور مکرمی سید عابد حسین صاحب تھیلدار پٹنا سے تشریف لائے۔

وی پی

۲۶ ستمبر ۱۹۱۸ء کا اگلا پرچہ سہ ماہی رواں کا آخری پرچہ ہے، اس لئے جن احباب کا چندہ سہ ماہی ختم ہو چکا ہے ان کے نام ۳ر اکتوبر ۱۹۱۸ء کا پرچہ ایک روپیہ کا بابت سہ ماہی چہارم سن رواں وی پی بھیجا جائے گا۔ احباب وصول کرلیں۔ واپس فرما کر نقصان نہ دیویں۔ (مینجر فاروق قادیان)

دعا کیجئے

سید احمد نور مہاجر خوست حضرت مسیح موعود کے پرانے خادم و مخلص ہیں۔ آپکے ناک میں ایک بیماری تھی جس کا علاج لکھنؤ میں ہوا۔ چہرے کا تمام چمڑا نیا نکل رہا ہے احباب دعا فرماویں کہ صحت عاجل و تمام عطا ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۹ ستمبر ۱۹۱۸ء

توحید کا قائل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو خالق مانتا ہے۔

میرے پیارے بھائیو! جسکو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین اور ایمان حاصل ہو گیا۔ وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامگار ہو گیا۔ اور تمام دکھوں اور آلام سے نجات پا گیا اسپر ایمان لانا صرف اسلام میں داخل ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔ دیگر تمام مذاہب نے اس کی تصویر اور اس کا خاکہ بہت ہی ناقص پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ اور اس صاحب کمال و جلال کو کماحقہ بیان نہیں کیا۔ بھلا کس کی مجال ہے۔ کہ ذات واجب الوجود کے صفات کمال خود بخود بیان کر سکے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ اللہ کی تعریف اور ستایش کرنا خود اسی ذات پاک کا کام ہے۔ انت کما اثنیت علی نفسک۔ تمام موجودات کے سردار (صلے اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔ کہ میں تیری تو صیف میں کیا بیان کروں۔ تو تو ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ تو نے خود اپنی ثنا کی۔

دیگر مذاہب نے اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں کہ الامان۔ الحفیظ۔ عیسائیوں نے سرے سے ہی اس امر کا انکار کر دیا ہے۔ کہ اللہ نے کچھ پیدا کیا تھا۔ بلکہ ان کے اعتقاد کے مطابق حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام خالق تھے۔ اور آریہ صاحبوں کے نزدیک اللہ تعالےٰ خالق نہیں ہے۔ بلکہ مادہ اور ارواح خود بخود ہیں اور وہ اللہ تعالےٰ کی طرح انادی ہیں۔ اور ان کا خود ساختہ اصول یہ ہے۔ کہ چونکہ ہم نیستی سے کوئی چیز بنا نہیں سکتے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ بھی نیستی سے کچھ بنا نہیں سکتا۔ اس لئے ضرور انہیں ماننا پڑا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مادہ اور ارواح کو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرح ہمیشہ سے ہیں۔ اور ہمیشہ تک ہیں۔ ان دونوں مذہبوں نے اپنے اعتقاد میں سخت غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ مسیحیوں نے مسیح کو اللہ تعالیٰ کا ساجھی اور شریک بنانے کے علاوہ اسکو اس سے بھی برتر اور اعلےٰ بنا دیا۔ باپ نے کچھ نہیں پیدا کیا۔ سب کچھ بیٹے نے بنایا ہے۔ اور پھر طرفہ یہ ہے۔ کہ بنانے والے کو خواص الاشیاء کا خوب علم ہوتا ہے۔ مگر مسیح انجیر کے درخت کے پاس جاتے ہیں۔ اور یہ معلوم نہیں کہ اسپر کوئی پھل نہیں۔ اگر وہ خالق تھے۔ تو انھیں یہ بھی تو علم ہونا چاہیئے تھا کہ اسپر اسوقت پھل ہے یا نہیں۔ غرضکہ مسیح کے خالق ماننے میں اللہ تعالےٰ کی صفت خالقیت پر ہی حرف نہیں آتا بلکہ اس کا علم بھی نہیں رہتا۔ کیونکہ جس نے کسی چیز کو بنایا ہی نہیں۔ وہ کیسے اسکی خواص اور حقایق سے آگاہ ہو سکتا ہے۔

آریہ صاحبان نے بھی اللہ تعالیٰ کے متعلق اس اعتقاد میں سخت غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ پھر انہیں ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ علیم نہیں ہے۔ اور اسکی صفت علم اور قدرت سے انکار کرنا پڑے گا۔ بھلا وہ خدا جس میں علم اور قدرت نہ ہو۔ وہ کیسے اللہ بن سکتا ہے۔ انہوں نے تمام اشیاء کے ذرات کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا دیا ہے غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ جب اس سے ایک صفت کمال زائل ہو سکتی ہے۔ تو پھر کیوں دوسری صفات حسنہ زائل نہیں ہو سکتیں۔

اسلام نے اللہ تعالیٰ کو خالق مانا ہے۔ اور اس اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت اور علم ماننے میں کسی طرح کا نقص لازم نہیں آتا۔ ہم یہاں قرآن شریف کی چند آیات کریمہ بطور شواہد کے پیش کرتے ہیں۔ کیا ہی مبارک ہیں وہ جنھوں نے اسلام کو قبول کیا۔ اور اسپر کاربند ہوئے۔ اسلام کی کتاب مبارک قرآن شریف نے دعاوی اور دلائل میں کوئی کسر اور کمی باقی نہیں رکھی سب کچھ خود ہی بیان فرما دیا۔ اور یہی ایک زبردست اصول ہے۔ جسپر سوائے قرآن شریف کے اور کوئی کتاب پوری نہیں اتری۔ یعنے خود ہی کسی بات کا دعویٰ کرے۔ اور پھر خود ہی اسکے دلائل اور براہین بیان کر دے ہم صرف یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علم قدرت اور خلق کے درمیان ایک بڑا زبردست تعلق اور ارتباط ثابت کیا ہے۔ اور اگر اللہ کی صفت خلق سے انکار کر دیا جاوے۔ تو اس کی قدرت اور علم سے بھی انکار لازم آتا ہے۔ مگر دنیا میں شاید ہی کوئی بھی ایسا نہیں۔ جو اللہ کی صفت علم اور قدرت سے انکار کرتا ہو۔ خلق کل شئ وھو بکل شئ علیم۔ اللہ تعالےٰ نے ہر شے کو پیدا کیا۔ اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ کیونکہ بنانے والا ہی اپنی بنائی ہوئی چیز سے خوب آگاہ اور واقف ہوتا ہے۔ اسلئے یہاں خلق کے بعد علیم کو رکھا ہے۔ الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر کیا وہ نہیں جانتا۔ جس نے پیدا کیا ہے۔ حالانکہ وہ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔ صفت خلق کے انکار سے تعدد الٰہ ماننا پڑتا ہے۔ اسلئے فرمایا۔ قل اللہ خالق کل شی وھو الواحد القہار۔ کہدے اللہ ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اور کوئی اکیلا حکمران ہے۔ واللہ خلق کل دابۃ من ماء فمنھم من یمشی علےٰ بطنہ ومنھم من یمشی علےٰ رجلین ومنھم من یمشی علےٰ اربع یخلق اللہ ما یشاء وھو علےٰ کل شی قدیر۔ اللہ نے ہر جانور کو پانی سے بنایا ہے۔ بعض انمیں سے اپنے پیٹ پر چلتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے دو پاؤں پر چلتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے چار پر چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ جو چاہتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے خلق کے ساتھ علم الٰہی ثابت کیا ہے۔ اور خلق کے ساتھ ہی اپنی قدرت کا ثبوت دیا ہے۔ اور اسی کے ساتھ توحید بھی قائم ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے خالق ہونے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے انکار کر دیا جاوے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نہ علیم رہتا ہے اور نہ ہی قدیم۔ اور نہ ہی واحد قہار مانا جائے گا۔ پس وہ لوگ جو کہ اللہ تعالےٰ کو خالق نہیں مانتے۔ انہیں اللہ تعالےٰ کے علم۔ قدرت اور توحید پر بھی کوئی یقین حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسلئے وہ کامل ایمان کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اور ان کا یہ ایمان ہمیشہ تزلزل کی حالت میں رہتا ہے۔

اپنے وعدوں کو پورا کرو

ایک وقت تھا کہ مسلمان اسبات میں ضرب المثل تھے کہ وہ اپنے عہدوں کا پورا کرنا جزو ایمان سمجھتے یا اب یہ حال ہے کہ دن میں بیسیوں وعدے کئے جاتے ہیں اور پھر ان کی ذرا بھی پروا نہیں کی جاتی۔ میں ان کو ایک تاریخی قصہ سناتا ہوں۔ شاید اس کو پڑھ کر کسی کے دل میں جوش آئے۔ اور وہ اپنے آپ کو سلف صالحین کا نمونہ بنائے۔ وہ واقعہ یہ ہے:۔

درسپین کے ایک آدمی نے کسی ناگہانی جھگڑے میں ایک شریف مور (باشندہ مراکو) کو قتل کر دیا۔ اور فرار ہو گیا۔ تعاقب کرنیوالے اسکی گرفتاری میں کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ وہ ایک باغ کی دیوار پھاند کے ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔ باغ کا مالک جو اتفاق سے باغ میں موجود تھا۔ ہسپانوی سے باغ میں آنے کی وجہ دریافت کی۔ اسنے نہایت عاجزی سے وہ معاملہ بیان کیا۔ اور التجاء کی کہ مجھے کہیں چھپا دو۔ اس نیک دل آدمی نے اسے کچھ پھل دے کر کہا کہ یہ کھاؤ۔ اور تم کو معلوم رہے کہ اسوقت تم میری حفاظت میں ہو۔ رات ہونے پر اس سے بھی زیادہ محفوظ جگہ مہیا کر دوں گا تھوڑی دیر اس کو اپنے سرد خانہ میں چھپا دیا۔ اور آپ اپنے گھر آیا۔ اور ابھی بیٹھا ہی تھا۔ کہ بے شمار لوگ اس کے لڑکے کی لاش اٹھائے ہوئے اسکے دروازہ پر پہنچے۔ جسکو ایک ہسپانی نے مار ڈالا تھا۔ بدنصیب مور نے فوراً معلوم کر لیا کہ یہ قاتلانہ فعل اسی شخص سے وقوع میں آیا ہے۔ جو اسوقت میری پناہ میں ہے۔ اس نے اسبات کا کسی کو ذکر نہ کیا۔ اور متعلقین کو یہ کہکر کہ کوئی اسکے پیچھے نہ آئے۔ گویا وہ اکیلا ہی افسوس کرنا چاہتا تھا۔ باغ کی طرف واپس گیا۔ اور ہسپانی سے آبدیدہ ہو کر کہا۔

اے دوست جس شخص کو تم نے قتل کیا وہ میرا لڑکا تھا۔ اس کی لاش اسوقت میرے گھر میں ہے۔ گو تم کو اس وحشیانہ حرکت کی سزا دینا ایک لازمی امر ہے۔ لیکن میں نے تم سے عہد کیا ہے کہ تمہاری حفاظت کرونگا جو ہرگز ٹوٹ نہیں سکتا۔ وہ اس کو اپنے اصطبل میں لے گیا۔ اور اپنے تیز گھوڑوں میں سے ایک پر سوار کر کے کہا کہ بھاگ جاؤ۔ جب تک رات تمہیں چھپا سکے۔ تاکہ صبح کو تم محفوظ ہو جاؤ۔ تم بے شک میرے بیٹے کے قاتل ہو۔ لیکن خدا عادل اور رحیم ہے۔ اور میں اس کا شکر گذار ہوں کہ انتقام میں تمہارا خون نہیں کیا اور جو وعدہ تم سے کیا تھا۔ وہ پورا ہو گیا۔"

میرے دوستو! تم میں ہزاروں ہونے چاہئیں جو اپنے عہدوں کو نباہنے والے ہوں۔ یہ بیعت جو تم نے تین برگزیدوں کے ہاتھ پر کی ہے۔ یہ بھی ایک عہد ہے۔ جسکو تا دم آخر نباہنا ہمارا فرض ہے۔ خدا اس فرض کی توفیق دے۔

مرکالمہ کبیر

(از مولوی کبیر الدین احمد صاحب۔ لکھنوی)

مایا مرے نہ من مرے مر مر جات شریر
آشا تسنا نہ مرے کہہ گئے داس کبیر

ایک مولوی صاحب اس عاجز کو کانپور کے اسٹیشن پر بے عمر کے ادھیڑ ریش مثل دھنک آسمان کے یعنی سرخی اور سفیدی لئے ہوئے۔ مولوی مذکور نے اس عاجز سے دریافت کیا کہ گارڈ فتح گڈھ کو ریل کس وقت جائیگی چنانچہ بتایا گیا۔ سنکر کہنے لگے۔ کہ روٹی کباب خریدلوں ورنہ سفر شب بھر کا ہے۔ تکلیف ہوگی۔ اور بغیر طعام کھائے زندگی نہیں۔ میں نے کہا ہو تو سکتی ہے۔ فرمانے لگے غیر ممکن تب اس عاجز نے جواب دیا کہ مولوی صاحب حق تو یہی ہے کہ انسان غذا کا کیڑا ہے۔ بغیر لمبی دبراز اور کھائے پیئے زندہ رہ نہیں سکتا۔ رمضان کے دنوں میں صرف چند گھنٹہ نہیں ملتا۔ تو آدمی مردہ ہو جاتا ہے۔ پاک ہے وہ واحد لا شریک کہ جو نہ کھاتا ہے اور نہ سوتا ہے۔ اور ہر طرح ہی۔

مولوی صاحب گو بڑے تھے۔ مگر کبیر کی باتیں سنکر خوش ہوئے۔ دعا دی اور فرمایا۔ انگریزی دان ہو کر سمجھ اچھی ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ دینیات پڑھو۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب اس خاکسار نے ماسٹر متاز مسیح سے انجیل شریف پڑھی ہے۔ مگر زبان انگریزی میں۔ مولوی صاحب نے میری طرف دیکھ کر بہت گھورا۔ کہ وہ فوٹو تحریر نہیں کر سکتا اور مولوی صاحب کہنے لگے۔ لاحول۔ اجی! اس میں کیا رکھا ہے۔ خلاف عقل باتیں۔ اصل انجیل کہاں ہے تب میں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ ارشاد آپ کا نہایت درست ہے کہ اسمیں ایسی خلاف شرع عقل باتیں مندرج ہیں کہ رونا آتا ہے۔ میں نے اس کا مطالعہ قطعی چھوڑ دیا۔ جب سے اس میں یہ دیکھا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بغیر روٹی کباب کھائے اب تک زندہ آسمان پر ہیں۔ اور پھر دوبارہ تشریف لاوینگے۔ مجھے انجیل کی یہ کہانی پسند نہ آئی۔ بس یہ کہنا تھا کہ مولوی مثل بوسیدہ خمیر کے پھولا۔ بھاگ پر بھاگ منہ سے چلنے لگی۔ بولا مرزائی ہو۔ توبہ توبہ۔ ہمارے مفسرین نے حضرت مسیح کو زندہ لکھا ہے۔ قرآن شریف میں زندہ لکھا ہے۔ تب اس عاجز نے جواب دیا کہ پھر انجیل میں بھی تو یہی لکھا ہے۔ انجیل کو پھر آپ جعلی نقلی کیوں کہتے ہیں۔ جبکہ آپ کے مفسرین نے بھی عیسائیوں کے عقائد لے کر اپنی کتاب کو تیار کیا۔ مگر حق یہی ہے۔ کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہ وحی الٰہی انی متوفیک ورافعک الی کے معنے کئے ہیں۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کی روح فرشتہ کی معرفت قبض کی۔ اور کسی اونچے ٹیلے میں رکھا۔ اور اب وہ روحانی جسم سے حضرت آدم کی طرح جنت میں زندہ ہیں۔ اور اس فلکی اسٹیشن سے .....

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادھر کی طرف کا ٹکٹ ان کو نہیں مل سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت نہیں ہے کہ مردوں کو اس عنصرہ میں واپس کرے اور ڈبل طور پر انسانوں کا گلا گھونٹے۔ اس گفتگو کو بچمیل گروہ انسانوں کا سن رہا تھا۔ اور پھر ایک ہندو نامی شنکر لعل نے یہ دوہا کبیر داس کا پڑھا۔

مایا مرے نہ من مرے مر مر جات شریر
آشا تسنا نہ مرے کہہ گئے داس کبیر

تب لوگوں نے میرا نام پوچھا بتایا گیا۔ کبیر احمدی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ادنیٰ غلام۔ نام کا کبیر اکبرآبادی۔ حال لکھنؤ +

دو فاختہ بیک تیر

آج ۲۲۔ اگست کی کاغذی ذوالفقار پیش نظر ہے اس میں تعصب کی ایک جھلک کو ناظرین کے پیش نظر کرتا ہوں۔ اس میں کسی شیعہ صاحب نے کسی سنی صاحب کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ میرا مطلب اس وقت صرف طرفین کے تعصب کو دکھانا ہے۔ اور یہ مقصود ہے کہ کسطرح ان عقل کی پڑیوں نے آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر ایک دوسرے پر حملے کئے ہیں۔ جو کہ صریحاً عقلاً نقلاً ناقابل قبول ہیں۔

قول سنی - شیعہ صاحبان مانتے ہیں کہ خلیفہ رسول کی صفات سے متصف اور افضل الناس جمیع امور حسنہ میں ہونا چاہیئے۔ (یہ شیعوں کا دعوے ہے۔ اس کا جواب معترض مذکور اس طرح دیتا ہے)

"خلیفہ رسول کو صفات رسول سے متصف ہونا اور جمیع امور حسنہ میں افضل ہونا تب لازم آتا ہے۔ کہ جب خلیفہ منجانب اللہ ہو۔ اور رسالتمآب کے بعد کوئی خلیفہ منجانب اللہ نہیں ہوا۔ اور نہ آنحضرت ؐ کے بعد کسی ایسے خلیفہ کی ضرورت تھی۔ اسلئے کہ جو ایسا خلیفہ خدا تعالیٰ مقرر کرے گا۔ اس کو تجدید شرع خیر البشر اور اشاعت اسلام اور تکمیل دین کے لئے مقرر کریگا اسکی کوئی ضرورت نہیں"

اور اپنے دعوے کو الیوم اکملت لکم سے ثابت کرتے ہیں۔ اور شرح یوں کرتے ہیں۔

جب خدا تعالےٰ تکمیل دین کر چکا۔ تو اب اس میں کسی قسم کی کمی متصور نہیں ہو سکتی۔ اور کسی قسم کی کمی کا گمان کرنا کفر ہے۔

معترض صاحب نے اسجگہ مندرجہ ذیل باتوں کا انکار کیا ہے۔ (۱) خلیفہ خدا نہیں بناتا بلکہ انسان بناتا ہے۔ (۲) خلیفہ افضل الناس اگر نہ ہو تو کوئی ہرج نہیں۔ (۳) کسی مجدد کی ضرورت نہیں جو تجدید دین متین کرے (۴) اشاعت اسلام نہیں کرنی چاہیئے۔

ناظرین غور فرماویں کہ ایک ذرا سی بات کو محض تعصب کی وجہ سے تسلیم نہ کرنے سے کتنی باتوں کا انکار کرنا پڑا جو کہ صریحاً قرآن شریف اور اقوال نبی کے خلاف ہے ملاحظہ ہو۔ مندرجہ ذیل۔

خلیفہ ہمیشہ منجانب اللہ ہوتا ہے۔ اور خدا خود اسکو قائم کرنے کے تائید فرماتا ہے :- سورہ نور وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ الخ دیکھئے خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ کہ خدا نے مومنوں سے جنھوں نے اعلےٰ درجہ کے عمل کئے ہیں۔ اور وہ اسی امت سے ہونگے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا۔ اور پھر خود ہی فرمایا کہ میرا خلیفہ بنانا کوئی نئی بات نہیں۔ اور تمہارے ساتھ ہی مختص نہیں۔ بلکہ تم سے جو پہلے لوگ تھے۔ ان میں بھی خود ہی خلیفے بنائے تھے۔ دیکھئے اسجگہ صاف فرمادیا کہ ہمنے پہلے بھی خلیفہ بنائے۔ اور تم کو بھی ہم ہی بنائینگے۔ ایسی صورت میں ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ خلیفہ نبی کریم کے بعد منجانب اللہ نہیں ہوتا۔

دوسرا قول کہ خلیفہ افضل الناس نہ ہو کوئی حرج نہیں کے متعلق پہلے تو فرمایا کہ کامل مومن ہو۔ اور پھر ساتھ ہی اعلیٰ درجہ کے عمل بھی کرنیوالا ہو۔ اسکو خلیفہ بناتے ہیں پھر دوسری جگہ فرمایا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم پس ان ہر دو آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مومن ہونا شرط ہے۔ پھر سب سے زیادہ متقی بھی ہو۔ ایسا شخص خلیفہ بننے کے قابل ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خلیفہ افضل الناس ہونا ضروری ہے۔ تیسری بات کہ مجدد نہیں ہوگا۔ جو دوبارہ اسکی تجدید کرے۔ نبی کریم کے اقوال اور خدا کے حکم کے صریحاً نقیض ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً (مزمل) یعنے ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا ہے جسطرح موسےٰ کی طرف مبعوث کیا تھا۔ اسجگہ آپ کو موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی ہے۔ دوسری جگہ خدا تعالیٰ سورہ مائدہ رکوع دوسرے میں بنی اسرائیل کو فرماتا ہے۔ ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنا عشر نقیباً۔ یعنے ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا ہے۔ اور ان سے بارہ نقیب مقرر کئے۔ دیکھو ایک طرف نبی کریم کے سلسلہ کو موسوی سلسلہ سے مشابہت دی۔ پھر فرمایا کہ ان میں بارہ نقیب تھے۔ اسکے پیش کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس امت میں بھی مشابہت تامہ پوری کرنے کے لئے نقیب بھیجیگا۔ پھر نبی کریم ؐ فرماتے ہیں۔ ان اللہ یبعث علےٰ راس کل مئۃ من یجدد لھا دینھا (مشکوٰۃ) کہ خدا ہر صدی پر مجدد ارسال کریگا۔ جو اسکی تجدید کیا کرے گا۔ اب دیکھئے قرآن شریف اور حدیث شریف متفق ہو کر کہتے ہیں کہ ضرور مجدد آئے گا۔ مگر معترض مذکور کہتا ہے کہ دین مکمل ہے اسلئے کسی مجدد کی ضرورت نہیں۔

چوتھی بات جو کہ مستنبط کی تھی یہ ہے کہ اشاعت اسلام نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ تکمیل دین میں حرج ہوتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر اولئک ھم المفلحون۔ یعنے تم ہی تمام اُمتوں سے اعلےٰ اور بہتر ہو۔ تم کو یہ مرتبہ اسلئے نصیب ہوا ہے۔ کہ لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تم کامیاب اور خیر الامم ہو۔ دیکھئے ان کو خیر الامم کا خطاب اس لئے ملا ہے۔ کہ یہ تبلیغ رسالت کرتے ہیں۔ لیکن معترض کہتے ہیں کہ تبلیغ رسالت نہ کرنی چاہیئے۔ کیا خوب ہے۔ آفریں بریں عقل و دانش۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھئے۔ تعصب نے ان کو کیسا اندھا کیا ہے۔ کہ اسلامی عقائد سے بھی یک طرف کر دیا۔ اور حقیقت کو ان کی آنکھوں سے خوب ہی اوجھل کیا۔ اب میاں شیعہ صاحب کے جواب کو بھی ملاحظہ فرماویں۔ وہ کیا فرماتے ہیں۔ اور کس طرح متضاد باتیں پیش کر کے اپنی قابلیت کا ثبوت دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں :۔ (۲)

یہ خیال محض غلط اور معترض صاحب کے فہم سلیم اور ذہن مستقیم کا قصور ہے۔ اسلئے کہ اگر تکمیل دین رسالتمآب کے زمانہ میں ہو چکی تھی۔ تو رسالتمآب بوقت انتقال صحابہ سے یہ ارشاد نہ فرماتے۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک دین حد تکمیل تک نہیں پہونچا۔ ورنہ رسالتمآب کو یہ وصیت فرمانے کی کہ اگر کتاب خدا اور میری عترت ظاہر سے متمسک رہو گے۔ تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ کوئی ضرورت نہ تھی۔

حضرات دیکھئے۔ اور مذکورہ بالا عبارت پر نظر غائر ڈالئے۔ آپ کو اچھی طرح سے پتہ لگ جائے گا۔ کہ لکھنے والے نے نبی کریم کی کسقدر توہین کی۔ اور خدا کی کلام کو الٹ پلٹ کر کے بحرفون الکلم کا مصداق بنے۔ ان کے اس جواب سے مندرجہ ذیل باتیں ماخذ ہوتی ہیں :۔

۱۔ نبی کریم کی ذات پر حملہ (۲) خدا اپنے مقصد میں ناکام رہا (۳) تکمیل دین نبی کریم کے زمانے میں نہیں بلکہ ان کے تیئس سال بعد ہوئی۔

نبی کریم کی ذات پر حملہ اس طرح ہوتا ہے کہ نبی کریم ایسے ناقص نبی تھے۔ کہ آخر وقت تکمیل دین نہیں کر سکے۔ ہر چند زور مارا۔ اور اپنے وطن کو بھی چھوڑا۔ اور عزیز و اقارب کی فرقت گوارا کر کے سفر کی کڑی مصیبتیں برداشت کیں لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ دین کو مکمل نہ کر سکے۔ ادھورا ہی چھوڑا اور جہان فانی سے رخصت مرتے دم کہہ گئے کہ قرآن اور میری عترت کو چھوڑ دو گے۔ تو دین کی تکمیل رہیگی اور تم گمراہی سے بچ جاؤ گے۔ افسوس صد افسوس وہ نبی جو کہ افضل الرسل ہو۔ رحمۃ للعالمین کا خطاب آستانہ ایزدی سے حاصل کرے۔ آپکی امت خیر الامم ہو۔ آپ کی کتاب خاتم الکتب ہو۔ آپ کا دین جامع جمیع کمالات دینویہ ہو۔ اسکی نسبت یہ کہا جائے۔ کہ دین نامکمل رہا۔ اور مرتے دم حسرت کے ساتھ مذکورہ بالا الفاظ کہیں۔ بھلا جس کو وہ خود انجام نہ دے سکے۔ اس کو امت کیسے کر سکیگی۔

دوسری بات خدا بھی ناکام رہا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ آج ہی دین مکمل ہو۔ اور حضرت علی خلیفہ ہوں۔ اور بقول ان کے یا ایہا الرسول الخ کا تاکیدی فرمان جاری کر کے اور تکمیل دین کے لئے حضرت علی کا وجود ٹھیرایا ہو۔ اور پھر نبی کریم لوگوں کو کہیں بھی۔ مگر بالآخر نتیجہ وہی یعنے خدا کو بھی مغلوب ہونا پڑا۔ خلیفہ مسند خلافت پر خدا اور اسکے رسول کی مرضی کے خلاف جلوہ افروز ہوئے۔

تیسری بات کہ نبی کریم کے تیئس سال بعد تک دین کامل نہیں ہوا۔ خدا بڑا ہی کمزور ہے۔ کہ اپنی مرضی ابوبکر جیسے ضعیف انسان سے نہیں منوا سکتا کہتا ہے کہ ان اللہ عزیز ذو انتقام۔ مگر ڈرتا ایسا ہے۔ کہ اس کی منشاء کے مخالف ابوبکر رضی اللہ عنہ کرتا ہے۔ اور وہ دیکھتا اور تیئس سال تک ڈرتا رہتا ہے حضرت عمر حضرت عثمان بھی اس مسند خلافت پر جلوہ فگن ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ میاں دبکے بیٹھے ہیں۔ اور جب دیکھا کہ اب کوئی ایسا آدمی نہیں رہا جس سے ڈرا جائے پھر حضرت علی کو خلافت دیتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ کیا ہی بے ہودہ اور لغو عقیدہ ہے۔ کہ جسکی صرف اسلئے کہ تعصب کا چشمہ چڑھا لیا۔

شیعہ صاحب کی بدحواسی

ایک طرف تو کہتے ہیں کہ تکمیل دین نبی کریم نہیں کر سکے۔ لیکن دوسری طرف فرماتے ہیں۔ کہ خم غدیر کے موقعہ پر جب نبی کریم نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہا۔ اسوقت حضرت علی خلیفہ بلافصل تھے۔ اور دین مکمل ہو گیا۔ بدحواسی دیکھئے۔ کہ ایک طرف تو یہ کہ نبی کریم مر گئے۔ لیکن دین ادھورا رہا۔ دوسری طرف خود ہی کہتے ہیں۔ کہ خم غدیر پر مکمل ہو گیا۔ حالانکہ یہ وقوعہ نبی کریم کی زندگی میں ہی واقع ہو چکا تھا۔

آیت کا شان نزول ایک اور حدیث

یہ حدیث جسمیں فرمایا ہے۔ کہ جس کا میں مولا اس کا علی بھی مولا یہ محض اس غرض سے پیش کی جاتی ہے۔ کہ لوگ اپنی سادہ دلی کی وجہ سے دھوکہ کھا جائیں۔ حالانکہ مولا کے معنے دوست۔ صدیق۔ ابن عم۔ جار حلیف وغیرہ کے کرتے ہیں۔ (تاج العروس لسان العرب) حدیث کا مطلب صاف ہے۔ کہ جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے۔ چنانچہ تاج والے یہ حدیث لا کر دوست کے معنے بتلاتے ہیں۔ پس اس سے یہ کبھی نہیں استدلال کیا جا سکتا۔ کہ حضرت علی خلیفہ ہیں۔ اور آیت سے بھی یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی خلیفہ ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ہیں۔ دلیل تم کوئی نہیں بیان کر سکتے۔

ایسی غلطی کیوں ہوئی؟

اس لئے ایک تو محض تعصب ہے جو ان کو راہ راست پر آنے سے روکتا ہے۔ دوسرے آیت کے معنے غلط سمجھے ہیں آیت کے یہ معنے نہیں۔ کہ چند آدمی یا ساری دنیا مسلمان ہو جائے یا زید بکر خلیفہ ہو۔ تب جا کر دین مکمل ہو نہیں ایسا نہیں۔ بلکہ مفہوم تو یہ ہے۔ کہ اسلامی احکام جن سے اسلام قائم ہوتا ہے۔ وہ مکمل ہو گئے ہیں۔ اور آنے والی نسلوں کے لئے یہی دین ہے۔ اور کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی۔ جو اس کو منسوخ کرے۔ کیونکہ یہ مکمل ہے۔ اور ناقص نہیں ہے۔ موجودہ وقت کے تعصبوں اور خانہ جنگیوں اور اغیار کو ہنستے دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔

مہدی مسعود کا ہوتا نہ گر یار و نزول
نیر اسلام پر وقت غروب آنے کو تھا

شیخ غلام غوث اسلم (مولوی عالم) قادیان

نماز مترجم

اس نماز مترجم کو جسکا تقطیع پر شائع کیا گیا ہے۔ اور اسکے ۵۲ صفحے ہیں قیمت ۱؎ ہر قسم کی نماز ترجمہ کیساتھ لکھی گئی ہے۔ نماز کے مسائل ایک دلچسپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔ قادیان کے نامی علما

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک غیر احمدی کے جوابات

(از مولانا محمد عبداللہ صاحب ساکن بھینی ضلع لاہور)

ہمارا مسلک ہمارا قول و عقیدہ یہ ہے کہ سچا معیار راست روی کا اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ پس بس اور اسلاف صالحین کے اقوال و اعمال و اعتقادات تب ہی قابل عمل ہوتے ہیں۔ جب مستند بکتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ ائمہ اربعہ کے اقوال بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔ دیکھو معیار الحق کے صہ ۵۵ پر امام زندویسی سے۔ .... عن ابی حنیفہ یوں نقل کیا ہے۔

سئل اذا قلت قولا وکتاب اللہ یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر الرسول صلے اللہ علیہ وسلم فقیل اذا کان قول الصحابۃ یخالفہ قال اترکوا قولی بقول الصحابۃ - وقال عبداللہ بن المبارک سمعت اباحنیفۃ - یقول اذا جاء عن النبی ﷺ فعلی الراس والعین واذا جاء عن اصحاب النبی ﷺ نختار قولھم واذا جاء من التابعین زاحمنھم انتھی - اور یواقیت والجواہر میں شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:-

وکان الامام مالک یقول ما من احد الا وماخوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول اللہ اور نہایہ میں امام الحرمین سے منقول ہے۔

ان الشافعی قال اذا بلغکم خبر صحیح یخالف مذھبی فاتبعوہ واعلموا انہ مذھبی ثم قال وقد صح منصوصا انہ قال اذا بلغکم عنی مذھب وصح عندکم خبر علی مخالفتہ فاعلموا ان مذھبی موجب الخبر انتھی - اور یواقیت والجواہر میں بھی ہے فکان الامام احمد رح یقول لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرھم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ انتھی -

کیا آپ کی تسلی ہوئی یا نہیں کہ سچا معیار کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ - اگر اقوال و اعمال و اعتقادات اسلاف صالحین بدون موازنہ بکتاب اللہ و سنت رسول اللہ سچا معیار ہوتے تو ان کی تقالید سے کیوں منع کیا جاتا۔ اور وہ خود اپنی تقالید سے کیوں روکتے اسلاف صالحین کے زمانوں میں ہی فتن برپا ہو گئے تھے۔ اور الگ الگ مذاہب کا پیدا ہو جانا بھی انہیں کے زمانہ میں ہوا تھا۔ شیعہ سنی - خارجی - قدری - جبری کا جھگڑا اسیوقت سے چلا آتا ہے۔ ہر ایک گروہ کے متبوعین اوسی زمانہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اگر ہر ایک متبوع کے اعمال و اقوال و اعتقادات کو سچا معیار گردانا جائے۔ تو ہر ایک گروہ فی نفسہ سچا بن سکتا ہے۔ شیعہ کہہ سکتا ہے۔ میں سچا ہوں۔ خارجی کہہ سکتا ہے۔ میں سچا ہوں علے ہذا القیاس قدری جبری وغیرہما بھی۔ وھل ھذا الا باطل - حق واحد ہے۔ متعدد نہیں۔ فتامل۔

اقول۔ جب زمانہ کی ہوا آپ پر کھل گئی ہے۔ کہ طرح طرح کی محدثات اور قسم قسم کی شنیع عقائد عالم دنیا میں موجزن اور قدم قدم جماتی آتی اور خدا کی راہ چلتوں کو پھسلا پھسلا کر مغضوبین اور ضالین کے گڑھوں میں گراتی جاتی ہیں۔ تو پھر آنکھوں پر پٹی تقلید کی کیوں باندھی گئی۔ اور اندھوں کی طرح کیوں چلنا شروع کیا۔ کیا مغضوبین اور ضالین ضلالت و غضب کے گڑھے میں اسی تقلید کے باعث نہیں گرے۔ دیکھو آیت کریمہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم۔ نیشاپوری نے اس آیت کریمہ کے ضمن میں لکھا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء اور درویشوں کو دراصل خدا نہیں ٹھیرا لیا تھا۔ بلکہ انہوں نے انکی اطاعت برخلاف حکم خدا اور رسول کے کی تھی۔ اخرج الترمذی عن عدی بن حاتم انہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقرأ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ قال انھم لم یکونوا یعبدونھم ولکنھم کانوا اذا احلوا لھم شیئا استحلوہ واذا حرموا علیھم شیئا حرموہ۔ وفی روایۃ عن عدی بن حاتم انہ کان نصرانیا فانتھی الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو یقرأ سورۃ براءۃ فلما وصل الی ھذہ الآیۃ قال عدی انا لسنا نعبدھم فقال الیس تحرمون ما احل اللہ وتحلون ما حرم فقلت بلی فقال تلک عبادتھم۔

جب بدعات و محدثات کا بازار گرم ہو گیا۔ اور طرح طرح کے مفاسد عالم دنیا میں پھیل گئے اور پھیل رہے ہیں۔ تو فرمائیے پھر کسی مصلح کی ضرورت ہے یا نہیں۔ آپ کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ زمانہ حال کے علماء ان مفاسد کو مٹا نہیں سکتے۔ تب ہی تو حال و قال اسلاف صالحین کی آرزو کرتے ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں۔ اسی زمانہ کے علماء کی پیشینگوئی حدیث علماء ھم شر من تحت ادیم السماء منھم تخرج الفتنۃ و فیھم تعود۔ میں موجود ہے۔ اور فتنہ بھی تکفیر بازی ہی اور صدی چاردہم کا سر بھی قریب تیس سال کے گذر چکا ہے اور حدیث شریف ان اللہ یبعث علے راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا میں بھی ایک مصلح جدید کی خواستگاری ہے۔ اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی تعلیم بھی ہر نماز کی ہر رکعت میں جو دیجاتی ہے۔ اور انکی عدم قرأت سے لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کا فرد جرم لگایا جاتا ہے۔ وہ بھی کسی مصلح کی خواہاں ہے۔ کیا ابھی تک پنبہ غفلت کانوں سے نہیں نکالا جاتا۔ پھر باوجود سبق دئے جانے مصلح جدید کے شکوہ کیسا۔ جب جادۂ مستقیم سے آپکا عمداً گرنا ہو رہا ہے۔ تو پھر جاہیں چلے جائیں۔ مگر یاد رہے کہ ختم اللہ علے قلوبھم وعلے سمعھم وعلے ابصارھم غشاوۃ کی خصیت ہو جاویگی۔ اعاذنا اللہ منھا۔ ابا داؤد صاحب کیا آپ کو اب تک فرض ہونے قرأت سورہ فاتحہ کی ہر نماز کی ہر رکعت میں حکمت معلوم نہیں ہوئی۔ آؤ اور تعصب کو ہٹاؤ۔ اور تقلید کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظہیر اردلی کی ہلاکت

ظہیر الدین اردلی اپنی ناکامی و نامرادی کی وجہ سے جو لازمہ افترا دبیر و احدیث النفس ہے۔ ہر چند اس قابل نہیں کہ اسکے لئے اخبار میں ایک کالم بھی دیا جائے۔ لیکن ایک نشان صداقت ظاہر ہونے کی وجہ سے میں معافی چاہتا ہوں کہ چند سطور دینے پر مجبور ہوا ہوں۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۷ء کو ظہیر نے ایک اشتہار شائع کی ہے۔ جسکا خلاصہ اسی کے الفاظ میں یہ ہے :-

"وہ کلام الٰہی اور الہام ربانی کہ جو مجھ پر نازل ہوا اور جسکی بنا پر میں اپنے تئیں وہ یوسف موعود قرار دیتا ہوں ×××× وہ فی الواقعہ خدا تعالےٰ ہی کا کلام اور وحی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ وہ نہ تو از قسم اضغاث احلام ہے اور نہ از قسم احادیث النفس نہ ہی کذب اور افترا اور نہ از قسم آراء۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ وہ خاص خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام اور اسی کا مقدس کلام ہے۔ پس ××× میں دعا کرتا ہوں کہ اگر میں نے مشتہر بالا میں کسی قسم کے جھوٹ اور فریب نفس سے کام لیا ہے۔ تو اے میرے خدا جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تو مجھے اپنے سخت سے سخت غضبناک عذاب میں ایک سال تک ہلاک اور بالکل برباد کر دے۔ اور مجھ پر ایسا عذاب نازل کر دے کہ تمام دنیا کے لئے عبرت ہو۔"

اگرچہ جن لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی کتاب حقیقۃ الرؤیا پڑھی ہے۔ وہ خوب سمجھ گئے ہیں۔ کہ ایک شخص باوجود کاذب فی الدعوے ہونے کے اضطرار کی سزا سے بوجوہات محفوظ رہ سکتا ہے۔ لیکن تاہم یہاں خدا کا اقتداری نشان دیکھئے۔ کہ اس سال میں ظہیر کی وہ ذلت ہوئی کہ خدا دشمن سے دشمن کے نصیب نہ کرے۔ اور اس آیت قرآنی نے پھر اپنا جلوہ دکھایا۔ جو یوں ہے۔

ان الذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا وکذلک نجزی المفترین۔ یعنے مفتریوں کی جزاء ذلت فی الحیوۃ الدنیا ہے۔ سو اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہو سکتی ہے۔ جو ظہیر کو ۱۱ اگست کے مہینے میں ہوئی۔ اور جسکی تفصیل ۱۱ ستمبر کے پیغام میں ہے۔ جو اخبار ۱۲ ستمبر کو دستیاب ہوا۔

ظہیر کا ایک خط چھپا ہے۔ جو اس نے مولوی محمد علی صاحب کے نام نہایت لجاجت سے لکھا۔ اسکے بعض فقرات یہ ہیں :-

"آپ کو علم ہے کہ میرا کوئی چھوٹا یا بڑا بھائی نہیں اور نہ ہی کوئی چاچا یا بابا ہے (یعنے وحید و طریدہ ناقل) جو گھر کے کاروبار کا خیال رکھ سکے۔ اس لئے میں نے آپ سے عرض کیا تھا۔ اگر میں ہفتہ وار لاہور سے گھر آؤں۔ تو پھر تیس روپے ماہوار ناکافی ہونگے۔ اسلئے انجمن میرے مکان کا ہی بندوبست کرے۔

ایک طرف مسیح موعود کے موعود کان اللہ نزل من السماء ہونے کا دعویٰ دوسری طرف تیس روپے کے لئے یہ لجاجت۔ اور اپنی انتہائی بے کسی کا اعلان کہ میرا چاچا بابا نہیں۔ بے شک نوکری کرنا برا نہیں۔ لیکن اسکے لئے وہ گورنمنٹ کی نوکری کر سکتا ہے۔ سرکاری ملازمت سے الگ ہو کر اپنے مخالف اور مدمقابل کے حضور یہ لجاجت پھر وہ بھی کس کام کے بدلے میں۔ دین و دنیا کر کے اپنے عقائد سے الگ ہو کر کیا کسی موعود کی نظیر دنیا میں ہے۔ جو اعلاء کلمۃ اللہ اور اشاعت دین حق کے لئے اجرت کی درخواست کرتا۔ اور جو اجرت اسے ملے کم قرار دیکر ھل من مزید کہتا ہو کوئی نہیں الا من سفہ نفسہ۔ سنئے ظہیر کیا کہتا ہے۔ مجھے تیس روپے اور مکان دیدو۔ اور میں ان کے لئے اپنے عقائد چھوڑتا ہوں۔

"میرے دل میں جو یہ عقیدہ جاگزین تھا کہ قرآن کریم کے بعد بھی ہدایت کتاب اور شریعت آسکتی ہے۔ اور خاتم النبیین کے بعد ایسا ہی رسول اللہ آسکتا ہے جیسے حضرت محمد رسول اللہ رسول تھے تو ایسی باتیں دین اسلام کو تقویت نہیں دیتی ہیں۔ بلکہ اسلام کی بیخکنی کرتی ہیں ×× آئندہ کے لئے میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا ہے کہ ایسے خیالات کا میری طرف سے کبھی اظہار نہ ہوگا۔ بلکہ میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اپنے دعوی کا بھی کسی سے تذکرہ نہ کروں گا۔"

جب اس پر بھی مولوی محمد علی صاحب کو یقین نہ آیا۔ تو ظہیر نے ایک دوسری چٹھی لکھی جسکے بعض فقرات ملاحظہ ہوں :-

"میں نے آپ کی طرف لکھا تھا کہ آئندہ کوئی اشتہار شائع نہ ہوگا۔ اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ انجمن (لاہور) کی ماتحتی میں رہ کر کوئی ایسی کارروائی کی جائے (مطلب یہ کہ انجمن کی ماتحتی چھوڑ دیتا ہوں ناقل) ×× میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر میں اپنے گذشتہ اعتقادات کا صحیح یقین کر لوں۔ اور اسمہ احمد کا واحد مصداق حضرت مرزا صاحب کو سمجھوں اور انکی وحی کو وحی نبوۃ اور وحی رسالت یقین کروں تو پھر لازماً مجھے یقین کرنا پڑتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب تمام عمر توریہ کے طور پر کام کرتے رہے اور مردم تک انہوں نے تقیہ سے کام لیا ×××× پس میں بجائے حضرت مسیح موعود پر کوئی الزام لگانے کے اپنے آپ پر الزام لگاتا ہوں اور اپنی بیوقوفی اور غلطی کا اقرار کرتا ہوں :-

باوجود اسقدر لجاجت اور اپنے عقائد سے مرتد ہونے کے مولوی محمد علی صاحب نے اس سلسلہ سے یہ جواب دیا کہ آپ اس مضمون کا ایک اشتہار بھیجدیں اور میں اسے لاہور بھجوا کر چھپوا دوں گا لیکن سردست میں یہ نہیں کہتا کہ اسکے بعد کیا ہوگا۔ یہ فقرہ پڑھکر ظہیر سمجھ گیا کہ باوجود اتنی بڑی قربانی اور اپنے عقائد سے کھلا کھلا ارتداد اختیار کرنے کے پھر بھی تیس روپے کی نوکری مع مکان دلانے کا وعدہ نہیں ہوتا تو وہ ڈنٹ ہو گیا لیکن جو کچھ اسکے دل میں تھا وہ ظاہر ہو گیا یعنے دنیا نے یہ دیکھ لیا کہ انکی اشتہار بازی اور مسیح موعود کو مماثر شریعت نبی ظاہر کرنا اور یوسف موعود ہونے کا دعوی محض دنیا طلبی کے لئے ہے۔ اور انکی قدر و قیمت صرف تیس روپے ماہوار اور کرایہ مکان ہے۔ تف ہے ایسی زندگی پر اس سے بڑھ کر ایک اور کیا بڑھے مدعی الہام انسان کی کیا ذلت ہو سکتی ہے اور کیا بڑا غضب اور عذاب ہوگا جو نازل ہو۔ لیکن اگر یہ کم ہے تو خدائے منتقم ابھی زندہ ہے۔ میں مولانا مولوی غلام رسول صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ ان کے ہاتھ پر ایک ابن صیاد ہلاک ہوا ؛

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی برنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قائم علی پبلشر نے شائع کیا)